۷۸۶

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہٗ حیوٰۃً طیبۃً

حیوٰۃ طیبہ

پیربابا صاحبؒ کی سوانح عمری

مع

مُستحب طریقہ

زیارت قبُور

مؤلفہ مولوی عبدالغفور پیش امام

مسجد پیربابا صاحبؒ بونیر

قاضی الحاجات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بس۔

البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر جگہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے طلب رحمت ہر جگہ کی جا سکتی ہے۔ لیکن قرب و جوار صالحین میں رحمت کا نزول بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں دُعا کے قبول ہونے کی بہت زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کی

تاریخ





ہمارے ملک بونیر میں پیر بابا صاحب
ایک بہت بڑے بزرگ گذرے
ہیں۔ ان کا نام مبارک سید علی ہے
ان کا خاندان ترمذی سادات کے نام
سے مشہور ہے۔۔ ترمذ دریائے جیحون
کے کنارے ایک بڑی بستی ہے۔
پیر بابا صاحب وہیں پیدا
ہوئے ان کا شجرۂ نسب یہ
ہے :۔

سید علی ابن سید قمر علی
ابن سید احمد نور ابن سید یوسف نور

ابن سید محمد نور ابن شیخ [illegible]
ابن سید براق ابن سید [illegible]
ابن سید جعفت تقاب، ابن سید
حمید الدین ابن سید محمود ابن سید [illegible]
ابن سید عثمان ابن سید جعفر ابن
سید عمر ابن سید محمود ابن
سید حسام ابن سید ناصر خسرو
ابن سید جلال ابن سید امیر علی
ابن سید عبدالرحیم ابن سید محمود ابن
ابن سید محمد مہدی ابن سید محمد شاہ
عسکری ابن سید علی نقوی ابن سید محمد
تقی ابن سید موسیٰ رضا ابن سید
موسیٰ کاظم ابن سید جعفر صادق
ابن سید محمد باقر۔ ابن سید
زین العابدین ابن سید امام

حسین علیہ السلام ابن سیدۃ الز
فاطمۃ الزہرا بنت محمد صلی اللہ علیہ
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر
صاحب حسینی سید ہیں ۔

سب سے پہلے میں یہ عرض کر
چاہتا ہوں کہ پیر بابا صاحب کی پید
اور وفات کے متعلق تاریخی اختلا
موجود ہیں اور ان کی ذات کے متعلق بہ
سے تاریخی واقعات اور صدری روا
موجود ہیں ۔ ہمارے خاندان میں پیر
صاحب کی مسجد کی امامی تین پ
سے چلی آ رہی ہے ۔ ا
لئے ہمارے صدری روایات صحیح
ہوں گے ۔ اگرچہ تاریخی کتابیں
میری نظر سے گزری ہیں

ان میں اختلاف ہے ۔

بعض روایتوں میں پیدائش سنہ ۹۰۸ھ
درج ہے اور وفات سنہ ۹۹۱ھ ہے اور
بعض روایتوں میں پیدائش سنہ ۹۲۵ھ درج
ہے اور وفات سنہ ۱۰۱۵ھ ہے ۔ یہی دو
روائتیں اکثر مشہور ہیں ۔ اور دونوں میں
زیادہ بُعد نہیں ہے ۔ تزک بابری سے
یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حضرت پیر بابا صاحب
کے والد بزرگوار حضرت سید قمبر
علی بابر کی فوج میں اعتباری اور سرکردہ
افسر تھے ۔ تو جب بابر کی فوج میں سید
قمبر علی صاحب سرکردہ افسر تھے ۔
تو خواہ مخواہ لڑائی میں شریک ہوئے
ہوں گے ۔ خصوصاً ہندوستان
کی بڑی لڑائی میں جس میں دہلی فتح ہوئی

تھی اور بابر نے اپنے لڑکے ہمایوں کو دہلی میں ولی عہد بنایا تھا۔ ایک روایت یہ مشہور ہے کہ بابر نے اپنی لڑکی سید قمر علی صاحب کو دی تھی۔ جس کے بطن سے حضرت پیر صاحبؒ پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے پیر بابا صاحب بابر کے نواسے ہوئے۔ اور ہمایون بادشاہ کے بھانجے ہوئے۔

ایک تاریخی منظر یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف پہنچ گئے تو ان کے مشورے سے شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی اور جب بابر نے ہندوستان پر حملہ

کیا اور مغلیہ حکومت کی بنیاد ڈالی تو ضرور سید قمر علی صاحبؒ ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ وہ ان کے فوجی مشیر تھے۔

حضرت پیر بابا صاحب اپنے والد حضرت سید قمر علی صاحب کے ساتھ ہمایون کے دربار میں آتے جاتے رہے ہیں۔ مگر چونکہ پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم کا شوق تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت علم سے مالا مال کیا تھا اور وہ خود عالموں کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ اس علمی جذبے نے حضرت پیر بابا صاحبؒ کو تبلیغ اسلام کی طرف مائل کیا اور چونکہ پیر بابا صاحبؒ کی طبیعت میں خودداری

زیادہ تھی اور بادشاہوں کی مجلس میں
خود داری قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلئے شاہی
دربار سے کنارہ کش ہو کر تبلیغ اسلام
کے لئے سفر اختیار کیا۔ راستے میں
تبلیغ اسلام کرتے ہوئے اجمیر شریف
میں حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کے
لئے تشریف لے گئے۔ وہاں جناب
سالار رومی صاحب سے ملاقات ہوئی
حضرت سالار رومی صاحب پہلے ایران
میں سپہ سالار تھے۔ بعد میں نوکری
چھوڑ کر اجمیر شریف آئے۔ اور اجمیر
شریف میں خواجہ بزرگؒ اجمیری
کے سلسلہ مریدی میں بیعت حاصل کی
شاید پانچویں یا چھٹی پشت میں مرید
ہوئے ہیں۔

زیادہ تھی اور بادشاہوں کی مجلس میں خود داری قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلئے شاہی دربار سے کنارہ کش ہو کر تبلیغ اسلام کے لئے سفر اختیار کیا۔ راستے میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں جناب سالار رومی صاحب سے ملاقات ہوئی حضرت سالار رومی صاحب پہلے ایران میں سپہ سالار تھے۔ بعد میں نوکری چھوڑ کر اجمیر شریف آ گئے۔ اور اجمیر شریف میں خواجہ بزرگؒ اجمیری کے سلسلہ مریدی میں بیعت حاصل کی شاید پانچویں یا چھٹی پشت میں مرید ہوئے ہیں۔

جناب سالار رومی صاحب وفات پا گئے
جناب سالار رومی صاحب اجمیر شریف میں
انا ساگر تالاب کے کنارے حضرت خواجہ
بزرگ کے چلّے کے اُوپر پہاڑی
کے سر پر دفن ہیں۔ مزار مرجع
خلائق ہے۔ میں بھی ہفتے میں ایک
بار ضرور جاتا تھا۔

جیسے کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہُوں کہ میں
بہت عرصہ اجمیر شریف میں رہا ہوں۔
حضرت مولینا معین الدین صاحب اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں علم کے
آفتاب رہے۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا
ہے ان کے ذات بابرکات سے حاصل
کیا ہے۔ اگرچہ حضرت مولینا مرحوم نے
اجمیر شریف میں دو مدرسے قائم کیے۔

پنجاب ۔ حضرت پیر محمد ہاشم جان صاحب
ٹنڈو صاحبداد سندھ ۔ حضرت مولینا
ضیاء الحسن صاحب انکے علاوہ حضرت
مولینا صاحب مرحوم کے بہت سے شاگرد
بہت سے مدرسوں میں مصروف درس
و تدریس ہیں ۔ حضرت معین الدین صاحب
اجمیری رحمۃ اللہ علیہ انگریزوں کے بہت
زبردست مخالف تھے جو تحریک بھی
انگریزوں کے خلاف اٹھائی جاتی حضرت
مولینا صاحب مرحوم اس میں شریک
ہو جاتے تحریک خلافت کے زمانے میں
مولینا شوکت علی صاحب مرحوم اور مولینا
محمد علی صاحب مرحوم کو دو دو سال کی
سزا دی جس کے لئے جناب مرزا عبدالقادر
بیگ صاحب نے جناب مولینا فضل حق

صاحب مرحوم شیر بنگال کو وکالت کے
لئے بلایا ۔ جب حضرت مولینا صاحب مرحوم
کے بیٹھک میں دونوں کھانا کھا رہے
تھے تو میں خدمت کے لئے حاضر کھڑا تھا۔
اس وقت جناب مرزا عبدالقادر بیگ صاحب
نے یہ شعر کہا ہے

روباہ شغال سگ دختر برہمن آزاد
کر رکھا ہے صیاد نے کیوں شیر ببر بند

تو مولینا فضل حق صاحب شیر بنگال
نے بہت داد دی ۔ اور بہت ہنسے مولینا
فضل حق صاحب کی وکالت کیوجہ سے
حضرت مولینا صاحب مرحوم کی تین سال
کی سزا چودہ مہینے میں تبدیل ہو گئی۔
ایک واقعہ حضرت مولینا معین الدین صاحب
اجمیری مرحوم کی زندگی کا قابل ذکر ہے۔

وہ یہ کہ جب سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور شریف حسین کو وہاں سے نکال دیا تو مکہ شریف اور مدینہ شریف میں جتنی پختہ قبریں تھیں یا اُن پر عمارتیں تھیں وہ سب مسمار کر دیں۔ یہاں تک کہ حافظ وھبہ نے جو سعودی حکومت کے مفتی اعظم تھے سلطان کو مشورہ دیا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے گنبد کو گرا دیا جائے۔ سلطان چونکہ بہت عقلمند تھا اس نے حافظ وھبہ کو جواب دیا۔ کہ میں تمام ملکوں سے جیّد علماءِ اسلام مکہ شریف بلا لوں گا تم اُن سے بحث کرو جب وہ سب مان لیں گے تو میں گنبد کو گرا دوں گا۔ چنانچہ حج کے دنوں میں ابن سعود نے چین ، روس ۔ ترکی۔

کر دیا۔ کھانے کے بعد مباحثہ شروع ہوا
حافظ وھبہ نے کہا کہ حضور اقدس صلے اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو حکم فرمایا کہ پختہ قبر مت چھوڑو
اور اس پر آبادی گرا دو۔ سلطان نے
حضرت مولینا صاحب مرحوم سے کہا کہ
جواب دیں۔ تو حضرت مولینا صاحب
مرحوم نے کہا کہ حضور اقدس صلے اللہ
علیہ وسلم کو عشرہ مبشرہ نے حضرت عائشہ
کے کمرے میں دفن کیا جو آباد تھا جس میں
ابوبکر اور عمر نے آبادی میں دفن کیا۔ اس
پر حافظ وھبہ کو غصہ آیا اور کہا کہ میں
قول رسول اللہ پیش کرتا ہوں اور تم فعل
ابوبکر اور عمر پیش کرتے ہو۔ تو سلطان
نے حافظ وھبہ کو خاموش کر دیا اور

کہا کہ ہم تک تو اسلام ابوبکر اور عمر نے پہنچایا
ہے۔ جب ابوبکر اور عمر نے حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وسلم کو آبادی میں دفن کیا ہے
تو میں یہ آبادی قبر سے کبھی نہیں ہٹاؤں گا۔
خواہ آبادی کسی قسم کی ہو مربع ہو یا
مدور۔ یعنی یا چھت ہو یا گنبد ہو یہ آبادی
برقرار رہے گی۔ اسطرح اللہ تعالی نے یہ
گنبد محفوظ رکھا۔ ورنہ حافظ وھبہ نے تو
ختم کر دیا تھا۔ حضرت مولینا معین الدین صاحب
مرحوم کا مزار حضرت خواجہ بزرگ اجمیری
رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے اندر شاہجہانی
مسجد کے شمالی دیوان کے قریب واقع ہے
یہاں اور اولیاء اللہ جو حضرت خواجہ بزرگ
اجمیری کے قرب میں وہ بھی دفن ہیں۔
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت پیر بابا صاحب کشمیر سے
پنجاب ہوتے ہوئے پشاور آ گئے۔
یہاں کے لوگ مسلمان تھے۔ مگر احکام اسلام
سے بالکل ناواقف تھے۔ اور بُری
رسموں اور رواجوں میں مبتلا تھے۔
اس لئے حضرت پیر بابا صاحب
نے یہاں تعلیم پھیلانے کی کوشش
کی۔ ہر علاقے میں جا کر لوگوں کو
جمع کیا اور مسجدوں میں تدریس کا کام
عالموں کے سپرد کر دیا۔ اس کی بدولت
پشاور اور چاروں طرف علاقے میں
احکام اسلام سے بہت مخلوق واقف
ہو گئی، یہاں پیر بابا صاحب کی معیت
میں بہت اچھے عالم دین شامل ہوگئے
ان میں ایک اخوند درویزہ صاحب تھے۔

جو اپنے اچھے اخلاق کی بدولت حضرت
پیر بابا صاحب کے راز دار بن گئے۔
اس عرصہ میں ہمایوں کو شیر شاہ کے
مقابلے میں شکست ہو گئی۔ اور ہمایوں
سندھ کے راستے ایران بھاگ گیا۔
حضرت پیر بابا صاحب کو ہمایوں کے
ساتھ جو تعلق تھا۔ اس کی وجہ سے
لوگوں نے پیر بابا صاحب کو ڈرایا کہ کہیں
شیر شاہ آپ کو گرفتار نہ کرلے۔ لیکن
پیر بابا صاحب کو صرف اسلام سے
کام تھا۔ تو اس لئے اُنہوں نے فرمایا
کہ :-

شیر شاہ بھی مسلمان ہیں اور
ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم کو کسی
کی بادشاہی سے کیا کام، ہم

حضرت پیر بابا صاحب کشمیر سے
پنجاب ہوتے ہوئے پشاور آ گئے۔
یہاں کے لوگ مسلمان تھے۔ مگر احکام اسلام
سے بالکل ناواقف تھے۔ اور بُری
رسموں اور رواجوں میں مبتلا تھے۔
اس لئے حضرت پیر بابا صاحب
نے یہاں تعلیم پھیلانے کی کوشش
کی۔ ہر علاقے میں جا کر لوگوں کو
جمع کیا اور مسجدوں میں تدریس کا کام
عالموں کے سپرد کر دیا۔ اس کی بدولت
پشاور اور چاروں طرف علاقے میں
احکام اسلام سے بہت مخلوق واقف
ہو گئی۔ یہاں پیر بابا صاحب کی معیّت
میں بہت اچھے عالم دین شامل ہو گئے
ان میں ایک اخوند درویزہ صاحب تھے۔

جو اپنے اچھے اخلاق کی بدولت حضرت
پیر بابا صاحب کے راز دار بن گئے۔
اس عرصہ میں ہمایوں کو شیر شاہ کے
مقابلے میں شکست ہو گئی۔ اور ہمایوں
سندھ کے راستے ایران بھاگ گیا۔
حضرت پیر بابا صاحب کو ہمایوں کے
ساتھ جو تعلق تھا۔ اس کی وجہ سے
لوگوں نے پیر بابا صاحب کو ڈرایا کہ کہیں
شیر شاہ آپ کو گرفتار نہ کرلے۔ لیکن
پیر بابا صاحب کو صرف اسلام سے
کام تھا۔ تو اس لئے اُنہوں نے فرمایا
کہ:-

شیر شاہ بھی مسلمان ہیں اور
ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم کو کسی
کی بادشاہی سے کیا کام، ہم

کو تو صرف اسلام سے کام ہے۔
اسلیئے پیر بابا صاحب کو کسی قسم کا خوف
نہ ہوا۔ اور برابر اطراف پشاور میں اسلام
کی تعلیم پھیلاتے رہے۔

حضرت پیر بابا صاحبؒ

کی

بونیر میں

تشریف آوری



اکبر بادشاہ کے زمانے میں حضرت پیر بابا صاحبؒ ملک بونیر میں تشریف لائے ۔ یہاں کے لوگ بہت بڑی جہالت میں مبتلا تھے ۔ اور ایک بڑا منافق جو پیر روشن کے نام سے مشہور تھا وہ اسلام پر بے اسلامی پھیلا رہا تھا اور بڑی گمراہی میں لوگوں کو ڈال دیا تھا ۔ حضرت پیر بابا صاحب نے جب ان کی حالت دیکھی تو

فرمایا ۔ کہ

" یہ روشنی نہیں پھیلاتا بلکہ تاریکی پھیلاتا ہے "

چنانچہ ابھی تک پیر روشن کو پیر تاریک سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اور اس کے بڑے قصے یہاں مشہور ہیں ۔

اولیاء کا گفتہ خدا کا گفتہ ہوتا ہے ۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے ۔ کہ میرا ایک بندہ میری اطاعت کی وجہ سے اتنا میرے قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں ، اس کی زبان ہو جاتا ہوں تو پھر وہ بندہ میری آنکھوں سے دیکھتا

ہے اور میری زبان سے بولتا ہے۔

"گفتۂ او گفتۂ اللہ بود"



پیر بابا صاحبؒ کے پیر تاریک سے مقابلے

پیر بابا صاحبؒ نے پیر تاریک کے ساتھ بہت مقابلے کئے۔ کیونکہ پیر تاریک کا لوگوں پر بہت بڑا اثر ہو گیا تھا۔ وہ بغیر سخت مقابلے کے دُور نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں تک کہ پیر بابا صاحب

کو پیر تاریک کے ساتھ باقاعدہ جنگ لڑنی پڑی تھی۔ جب باقاعدہ جنگ میں پیر تاریک کو شکست ہو گئی تب جا کر پیر تاریک کا اثر زائل ہوا۔ اور حضرت پیر بابا صاحب نے تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی۔

حضرت پیر بابا صاحبؒ کی شادی

حضرت پیر بابا صاحبؒ نے علاقہ بونیر کے ایک اعلیٰ خاندان میں شادی کی وہ بی بی بہت پرہیزگار تھیں، اور حضرت پیر بابا صاحب کے ساتھ بہت عرصے

تک زندہ رہیں اور پیر بابا صاحب ان سے بہت خوش رہے۔

ان کا مزار علاقہ گدیزی کی جنوبی سرحد پر واقع ہے۔ جو پیرہ ابئے کے نام سے مشہور ہے۔ رستم کے راستے جو لوگ پیر بابا صاحب کی زیارت کے لئے آتے ہیں وہ اوّل پیرہ ابئے کی زیارت کرتے ہیں۔

پیر بابا صاحبؒ کی اولاد

پیر بابا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پیرہ ابئے کے بطن سے دو لڑکے دیئے تھے ایک کا نام سید حبیب میاں صاحب تھا۔ اور دوسرے کا نام سید مصطفیٰ

میاں صاحب تھا۔ میاں سید حبیب بابا صاحب حضرت پیر بابا صاحب کے ساتھ قبلے کی طرف مدفون ہیں۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے شادی ہی نہیں کی، اور میاں سید مصطفیٰ بابا صاحب علاقہ کونڑ ملک افغانستان میں دفن ہیں ان سے حضرت پیر بابا صاحب کی اولاد کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

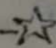
ان کے تین لڑکے تھے۔ میاں سید حسن بابا سید قاسم بابا صاحب اور میاں سید عبداللہ بابا صاحب بونیر میں دفن ہیں

بونیر میں حضرت پیر بابا صاحب کی اولاد بہت کثرت سے ہے۔ اور بہت

عزت مند اور جاگیردار ہیں ۔

جب پیر بابا صاحب کے مریدین اور خلفاء تبلیغ احکام اسلام میں مشغول ہو گئے۔ اور پیر بابا صاحب کو کچھ فراغت ہوئی تو بونیر کے پہاڑوں میں چلّے نکالنے شروع کیے جعفر نام کا ایک پہاڑ اور نربٹول گاؤں کے پیچھے ایک پہاڑی ہے اس میں بہت چلّے نکالے اور اکثر سکونت بھی کی ۔ اس لئے نربٹول گاؤں کے پیچھے چلّے کی جو جگہ ہے وہ ابھی تک محفوظ ہے ۔ اور اکثر لوگ چلّے کی جگہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔

غرض یہ کہ بونیر میں پیر بابا صاحب کی تشریف آوری سے ایک بہت بڑی روشنی پھیلی ہوئی ہے ۔



پیر بابا صاحبؒ کی وفات

پیر بابا صاحب کی وفات کی تاریخ یقینی معلوم نہیں ہے ۔ کسی نے ۱۰۱۵ھ لکھی ہے کسی نے ۹۹۱ھ لکھی ہے. کوئی بھی تاریخ ہو مگر پیر بابا صاحب نے بونیر کو اپنا مدفن بنا کر ایک بارونق علاقہ بنایا ۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمادیں ۔ آمین

پیر بابا صاحب کا مزار شریف باچہ گاؤں سے شمال کی طرف ندی پار ایک بڑا مقبرہ ہے ۔ اس مقبرے کے وسط میں حضرت پیر بابا صاحبؒ کا مزار شریف ہے ۔ قبریں دو ہیں ۔ مشرق کی طرف حضرت پیر بابا صاحب کا مزار ہے اور مغرب کی طرف

ان کے لڑکے حضرت میاں سید حبیب بابا
صاحب کا مزار ہے، فی الحال قبروں پر لکڑی
کی آبادی ہے اور اس ملک کی آبادی کے
لحاظ سے یہ آبادی اچھی ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ
اس لکڑی کی آبادی کے بجائے ایک اعلیٰ درجے
کا گنبد بنا دیوے تو کچھ بعید نہیں۔ جیسے ایک
مرتبہ اس کے لئے ایک نقشہ تیار ہو گیا
تھا۔ مگر پھر کسی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔

حکومت سے پہلے جب بونیر پر اعلیحضرت
والی صاحب کی حکومت نہ تھی تو پیر بابا
صاحب کی زیارت کرنے والوں کو بہت
تکلیف تھی۔ راستے بھی ٹھیک نہیں تھے۔
دوسری طرف راستے میں ہر طرف
ڈاکہ ماروں کا خطرہ رہتا تھا۔ نہ کوئی بازار
تھا، نہ کوئی اچھی دکان تھی۔ کھانے پینے کی

بڑی تکلیف تھی۔ مگر اب اللہ کے فضل و
کرم سے اعلیحضرت جہان زیب خان کی
حکومت ہے۔ جو سراسر رحمت ہے حکومت
کی برکت کی وجہ سے چاروں طرف امن و
امان ہے۔ ہر طرف سڑک و بازار ہے۔
ہر طرف سڑک و بازار ہے۔ ہر وقت
لاری اور موٹروں کی آمد و رفت ہے۔ جگہ
جگہ بنگلے اور باغ بنے ہیں یعنی حکومت کی
وجہ سے بونیر گل گلزار ہے۔

ہر انسان اپنے مال کا مالک ہے۔ اور
اپنی زندگی خوب آرام سے گذار سکتا ہے۔
حکومت کی برکت کی وجہ سے ایک بہت
بڑی بات یہ ہوئی کہ پہلے حضرت پیر بابا
صاحب کی قبر کی بڑی بے حرمتی ہوئی تھی۔
یعنی پیر بابا صاحب کی قبر کے اوپر مجاور کودتے

پھاندتے رہتے تھے۔ اور روضے کے باہر
عورتوں کے لیئے ایک برآمدہ بنا ہوا تھا
اس میں ڈھولک بجایا کرتی تھیں۔ اس کے
علاوہ روضے کے اندر اور باہر بہت سے
مکروہات بہت زمانے سے لوگ کیا کرتے
تھے۔ اب اللہ کے فضل سے بہت مکروہات
ختم ہوئی ہیں اور حضرت پیر بابا صاحب کی قبر کے
چاروں طرف ایک آہنی جنگلہ نصب کیا گیا ہے۔
اور حفاظت کے لیئے سرکاری پولیس مقرر ہے۔
اعلیحضرت والی صاحب کے عہد حکومت کی
یادگار پیر بابا صاحبؒ کی پختہ مسجد ہے جو والی
صاحب کی خاص توجہ سے تیار ہوئی ہے۔
مسجد سے روضے تک ایک تنگ راستہ
تھا وہ خوب کشادہ کیا گیا۔ الغرض اعلیحضرت
والی صاحب بہادر کی توجہ کی وجہ سے بہت

سی اصلاحات ہوئی ہیں اور اُمید ہے۔ کہ
آئندہ اور بھی بہت سی اصلاحات ہو
جائیں گی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت والی صاحب ایک
مدبر اور علم دوست انسان ہیں اور خود اسلام
کے قواعد سے خوب واقف ہیں۔ اور اکثر معاملات
میں علماء سے مشورہ لیتے ہیں اور یہی ان کی
نیک نامی اور ترقی کا سبب ہے۔

خداوند تعالیٰ اعلیحضرت والی صاحب کو اسلامی
طریقے پر مستقیم رکھے۔ آمین

عبدالغفور پیش امام
مسجد پیر بابا صاحبؒ بونیر

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، لیکن ایک شاعر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک سچے مسلمان کے عقیدے کا اس طرح اظہار کیا ہے ؎

خدا اس واسطے قائم کریگا بزم محشر کو
کہ دیکھیں اوّلین و آخرین عزّت محمدؐ کی

عبدالغفور عفی عنہ

(منظور عام پریس خیبر بازار پشاور)